



# ایک اور ایک طرف

شریاء صغیر صدیقی

telegram link [https://t.me/+l\\_Fxda8LnVViOGU0](https://t.me/+l_Fxda8LnVViOGU0)

مثال کے طور پر جارج پارکر کا ہی معاملہ لے لیجئے۔ آج یہ سارا معاملہ نیٹ گیا ہے اور جس خوبی سے میں نے یہ معاملہ پیش کیا ہے اس کی داد دہانے میں خود کو میں قطعاً حق بجانب

بے شک میرے اندر بہت سی خامیاں ہوں گی۔ لیکن اتنا میں ضرور جانتا ہوں کہ میرے اندر تختیل اور سوچ کی کوئی کمی نہیں۔

<https://www.facebook.com/groups/372605677178945/>



اسے واقعی ناامیدی ہوئی ہوگی۔ مجھے خوب پتا تھا کہ  
”گھر پر کوئی ہے؟“ والی صدا لگتا ہوا وہ یہاں کیوں آیا تھا  
یقیناً اس کا مطلب اس جملے سے یہی تھا کہ ”کیوں ڈارلنگ،  
میدان صاف ہے؟“



اس موسم گرما میں خدا معلوم اس سدا کے ساتھ دقتی  
باریہاں اور آیا ہوگا۔ اس تمام عرصے میں جس میں میں پورے  
پورے ہفتے گھر سے باہر رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ مجھے ہفتے میں چھ  
دن گھر سے باہر شہر ہی میں رہنا ہوتا تھا، جب کہ میرا  
”گرمانی مکان“ کم از کم میرے وجود سے تو خالی ہی رہتا تھا۔  
اور یہاں اس کا وقت اپنی ڈارلنگ کے ساتھ یقیناً بہت اچھا  
گزرنا ہوگا۔

جب ہم دونوں جون میں یہاں وارد ہوئے تھے۔ اور  
ہمیں اپنے کام کے لئے جارج جیسا شخص بل گیا تو میں نے اسے  
اپنی خوش بختی سمجھا تھا۔ اس وقت مکان کافی خستہ حال تھا  
اس پر سپیدی کی ضرورت تھی، باغیچہ بھی اجاڑ پڑا ہوا تھا۔  
اور مجھے ہفتے بھر باہر ہی رہنا تھا۔ واقعی جارج کا بل جانا  
بڑی خوش بختی کی بات کہی جاسکتی تھی۔

خود لوسی نے مجھے مبارکباد دی: ”یہ آدمی تو بڑے کام  
کا معلوم ہوتا ہے۔ تم نے خوب تلاش کیا؟“  
اور سچ پچ جارج بڑے کام کا آدمی تھا۔ پھر لوسی تو  
اس کے لئے نئے نئے کام تراشتی رہتی تھی۔ میرے ہمارے لئے  
بہ رگ ثابت

سمجھتا ہوں۔ دراصل یہ سارا کمال آپج اور سوچ ہی کا کہا  
جاسکتا ہے۔

اور میرے اندر فکر اور آپج کی ذرا سی بھی کمی ہوتی تو  
شاید میں جارج کو کبھی سمجھ ہی نہ سکتا اور جب سمجھ ہی نہ سکتا  
تو پتا کیوں کر۔ مگر میں کہہ چکا ہوں کہ میں اپنی آنکھیں  
کھلی رکھنا جانتا ہوں اور سرد دماغ کا آدمی ہوں۔

وہ ناشتے کے بعد ہی وقت مقررہ پر آپہنچا تھا۔ میں  
اس وقت تہہ خانے میں تھا اور سیمنٹ مکس کرنے میں لگا  
ہوا تھا۔ اسی وقت میں نے دروازے پر اس کی دستک  
”سنی“ کوئی ہے گھر پر؟“ اس نے پکارتے ہوئے کہا تھا۔  
”آجاؤ۔ میں نے اندر سے آواز لگائی تھی۔“ میں  
تہہ خانے میں ہوں اور سیمنٹ بھی تیار ہو چکی ہے۔“

میری آواز پر وہ باورچی خانے سے گزرتا ہوا تہہ خانے  
کے زینوں تک آیا۔ وحشیانہ کے مانند، وزنی قدم بڑھاتا  
ہوا۔ کسی ایٹم رد لڑکی مانند جو اپنے راستے میں پڑنے والی  
ہر چیز کچلتا ہوا چلتا ہے۔

تہہ خانے میں اسے ذرا سا جھکنا پڑا۔ کیونکہ وہ خاصا  
لمبا تھا۔ اور پھر اس کی موٹی گردن اور کھیم بدن۔ جو  
بہر حال جسمانی کام کرنے والوں کا خاصہ ہوتے ہیں۔ اب یہ  
دوسری بات تھی کہ اس کے بال کریوٹ کٹے ہوئے تھے۔  
اور جسم پر پھیل چھیلوں جیسا لباس منڈھا ہوا تھا۔

”کیا آپ اکیلے ہی ہیں؟“ آتے ہی اس نے پوچھا تھا۔  
”مسز لوگان کہاں ہیں؟“

”لوسی۔“ میں نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔  
”لوسی۔ ذرا ڈالٹن تک گئی ہے اپنا بینک اکاؤنٹ بند کرانے۔“  
اس کے چہرے کی مسکراہٹ یکایک ٹھیک گئی۔ ”اوہ میرا  
خیال تھا اٹھیں الوداع کہنے کا مجھے موقع مل جائے گا۔“



گھر میں روزانہ چار چھ بار آتے جاتے دیکھنے کے غامدی سے ہو گئے تھے اور خود میرا بھی یہی حال تھا۔ کم از کم دو مہینوں تک تو ہر دیکھنے والا یہی کہہ سکتا تھا کہ میں عقل سے یقیناً بالکل گورا ہوں۔ مگر دوسرے ہی مہینے میں نے دو دو چار یا ایک اور ایک دو کا حساب فوراً حل کر لیا تھا۔ میرا مطلب جارج اور لوسی سے ہے۔ کیونکہ میرے جانے کے بعد گھر میں یہی دونوں تو رہ جاتے تھے۔

جب تیسرا عدد مفقود ہوتا تو ایک اور ایک کا جواب صرف اور صرف دو ہی میں آئے گا۔



بہر حال اس سلسلے میں بھی خاصی قوتِ متخیلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی انتہائی مہذب عورت کے تعلقات ایک بندر نما ملازم سے بھی قائم ہو سکتے ہیں۔ یہ فوراً ہی سمجھ لینا اتنا آسان بھی نہیں ہوتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ بہت سی عورتوں کو بندر ہی زیادہ پسند ہوتے ہیں۔ مجھے ابھی طرح یاد ہے کہ کسی بات پر لوسی نے کہا بھی تھا کہ اسے ایسے اچھے لوگوں سے بڑی الجھن ہوتی ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ میری عزت بھی اسی لئے کرتی ہے کہ میں انتہائی مہذب ہوں۔ اور خاصا معاملہ فہم بھی۔ کم از کم اس وقت اس کے الفاظ یہی تھے مگر چونکہ میں اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کا قائل ہوں۔ لہذا میں نے فوراً ہی بھانپ لیا تھا کہ جب جارج لوسی کو دیکھتا ہے تو اس کی آنکھوں میں کیا ہوتا ہے۔ اور جب لوسی جارج کو دیکھتی ہے تو اس کی آنکھیں کیا بولتی ہیں۔ اور جب وہ دونوں مجھے دیکھتے ہیں تو ان کے چہرے کیا

جھلی کھاتے ہیں؟۔ میں سب کچھ چپ چاپ تاڑتا رہتا تھا جبکہ ان دونوں کا خیال تھا کہ میں کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔ مگر مصیبت تو یہی تھی کہ میں سوچ رہا تھا۔ اور بڑی شدت سے سوچ رہا تھا۔ میں چاہتا تو جارج کو نکال بھی سکتا تھا۔ لیکن آدھے موسم گرما میں اس کا یوں اخراج کچھ منطقی نہ ہوتا۔ لوسی مجھ پر طرح طرح کے الزام تراشتی دوسرے میرے پاس کسی قسم کا ثبوت بھی تو نہیں تھا۔

یہی کچھ سوچ کر میں نے طے کیا کہ اپنا یہ گرمائی مکان فروخت کر دوں اور یہ کچھ مشکل کام نہ تھا۔ مکان اب اچھی حالت میں تھا۔ میں نے ڈالٹن میں ایک بروکر سے بات کی اور اگست کے آخر تک مجھے تین عدد پیشکشیں بھی مل گئیں۔ اور میں نے ان میں سے سب سے بڑی پیشکش کو قبول بھی کر لیا۔ اچھا خاصا فائدہ ہو رہا تھا۔

بے شک لوسی پر یہ خبر بجلی بن کر گری تھی۔ اسے یہ جگہ پسند بھی آئی چاہیے تھی۔ دوسرے سال اس کا یہاں پھر آکر رہنے کا پروگرام بھی قطعی برحق تھا۔ بلکہ وہ تو یہاں مستقل طور پر رہنے کی سوچ رہی تھی۔

خوب۔ واقعی وہ مجھے پرے درجے کا چنجد کچھ بیٹھی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ میں ہفتے میں چھ دن باہر رہ کر متواتر اس کے لئے مزے لوٹنے کے مواقع فراہم کرتا رہوں گا۔ اس وقت مجھے سخت غصہ آیا تھا۔ جی چاہا تھا، دو چار تھپڑ رسید کر دوں، مغلظات بکوں۔ اور اسے کان سے پکڑ کر گھر سے باہر نکال دوں۔ مگر نہیں۔ یہ سب باتیں حماقت کی تھیں۔ لوسی نرم و نازک شے تھی، اسے نزاکت سے ہینڈل کرنے کی ضرورت تھی۔ کیوں نہ ہو۔ جارج اور اس کا معاملہ خود بھی تو خاصا نازک ہی تھا۔

بس میں نے اس کے لئے صرف نازک رویے ہی



## تاریخ کے موتی

امیر تیمور کے دربار میں ایک اندھی ضعیف فریادی ہوئی۔

”عالم پناہ دہائی ہے، شاہی فوجوں نے میرے بے گناہ اکھوتے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ میں ٹٹ چکی ہوں، برباد ہو چکی ہوں، میرے ساتھ انھیں کیا جائے؟“

امیر تیمور کی تیوریوں پر بل پڑ گئے لیکن اسے واقعات جاننے کے لئے اندھی ضعیف سے انتہائی شفقت کے ساتھ پوچھا۔

”تمہارا نام کیا ہے؟“

جواب ملا

”دولت“

امیر تیمور کا چہرہ گلزار ہو گیا۔

”کیا دولت بھی اندھی ہوتی ہے؟“

اور اندھی ضعیف نے برجستہ جواب دیا۔

”دولت اگر اندھی نہ ہوتی تو امیر تیمور کے

دربار میں کیسے آتی؟“

ماخوذ از تاریخ کے موتی، مصنفہ: امیدا میٹھوی

پر قناعت کر لی۔ میں نے اسے مکان کی فروخت کے بارے میں بتا دیا۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ میں جلد ہی ایک دوسرا مکان بھی خرید لوں گا۔

”کہاں؟ کس جگہ؟“ اس نے پوچھا تھا۔

میں مسکرایا۔ اور چپ رہا۔

”کیا وہ کہیں اور ہے؟“

”ہاں۔ میں نے کہا تھا۔ یہاں سے خاصے خاصے

پر ہے؟

”مگر مجھے تو دریا کے کنارے ہی کا مکان پسند ہے؛

”تم فکر نہ کرو۔ جب وقت آئے گا۔ دیکھا جائے گا۔“

میں نے اسے ٹال دیا تھا۔ اس کی مایوسی پر واقعی مجھ کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔

پھر میں نے مکان کی فروخت کا مسئلہ پیش کر دیا تھا اور اوسے کہہ دیا تھا کہ سامان باندھنا شروع کر دے۔ سامان بھی کچھ زیادہ نہ تھا، کیونکہ فرنیچر میں نے پہلے ہی بیچ ڈالا تھا۔

اس سے فارغ ہو کر میں انتظار کرنے لگا تھا۔ اور میری نظریں اوس پر جمی ہوئی تھیں، جبکہ اسے قطعی علم نہ تھا کہ میں اس کی نگرانی کر رہا ہوں۔ خود جارج بھی اسے قطعی بے خبر تھا۔

اور یہ آخری دن کی بات ہے۔

اب میں اور جارج تہہ خانے میں آنے سے کھڑے ہوئے تھے۔

سیمنٹ کے گارے کی سمت دیکھتے ہوئے جارج نے کہا: ”بڑی اچھی طرح بکس کیا ہے آپ نے؟ یہ کام بھی آپکو آتا ہے؟“

”ہاں جارج۔ میں نے جواباً کہا: میں بہت سے کام کر سکتا ہوں۔“

”کیا یہی وہ سوراخ ہے جسے آپ بند کرنا چاہتے

ہیں؟“ اس کا اشارہ اس بڑے سے سوراخ کی سمت تھا، جو

تہہ خانے کی دیوار کے درمیان تھا۔ ایک خاصا گہرا گڑھا،

جس کی گہرائی کئی فٹ ہوگی اور اوپر سے وہ کوئی دو ڈھائی

فٹ چوڑا تھا۔



## مسلمان جنات کے معمولات

حضرت وہب بن منبہؓ سے منقول ہے کہ وہ اور حسن بصریؒ ہر سال موسم حج میں مسجد خیف کے اندر رات کے کسی حصے میں ایسے وقت ملاقات کیا کرتے تھے جب سب لوگ سو جائیں۔ حسب عادت ایک مرتبہ یہ دونوں بزرگ مع اصحاب کے مسجد خیف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک پرندہ آیا اور حضرت وہب کے پہلو میں آ بیٹھا اور سلام کیا۔ حضرت وہبؓ نے سلام کا جواب دیا اور سمجھ گئے کہ یہ کوئی جن ہے۔ پھر اس سے گفتگو شروع کی اور دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں قوم جنات میں سے ایک مسلمان ہوں؛ آپ نے فرمایا کہ اس وقت آنے سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ عرض کیا کہ آپ کی مجلس سے علمی اور اخلاقی فیوض حاصل کرنا، اور ہماری قوم اسی طرح انسانی علماء و صلحا سے استفادہ کرتی ہے۔ ہم لوگ آپ کے اکثر اعمال نماز، جہاد، عیادت مریض، نماز جنازہ، حج و عمرہ وغیرہ میں شریک ہوتے ہیں اور آپ کی افاداتِ علمیہ اور روایاتِ حدیث کو محفوظ کرتے ہیں؛ حضرت وہبؓ نے فرمایا کہ جنات میں سب سے زیادہ محدث اور عالم کون ہے؟ اس نے حضرت حسن بصریؒ کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا کہ ہماری قوم میں ان کے شاگرد سب سے زیادہ افضل ہیں؛

(مشکوٰۃ از مولانا مفتی محمد شفیع مدظلہ)

”یہی ہے وہ سوراخ؛ میں نے کہا؛ میں اسے بند

کرنا چاہتا ہوں، تاکہ نیا مالک بُرا نہ مانے؛

”غالباً اس میں چوہے رہتے ہوں گے؛

”بے حد؛ میں نے کہا۔

”اچھا۔ مگر چوہوں کی موجودگی کے بارے میں تو اپنے

کبھی ذکر نہیں کیا۔ خود تو.... مسز لوگان نے بھی کبھی

نہیں بتایا؛

”اسے شاید علم نہ ہوگا؛ میں نے کہا۔“ ویسے بھی اب

اس کی ضرورت نہیں ہے۔“ پھر میں ایک دم پیچھے ہٹ گیا اور

بولایا: ویسے جارج تم نے کبھی ایسی سیمنٹ دیکھی ہے؟ یہ

میں شہر سے لایا ہوں.... کہتے ہیں کہ یہ لگنے کے آدھ گھنٹے

کے اندر ہی سخت ہو کر جم جاتی ہے۔ بہتر ہے کہ تم فوراً ہی کام

شروع کر دو۔ میں نے اس کی توجہ کئی اور تختے پر مبذول کرتے

ہوئے کہا: اس عرصے میں، میں دیوار پر سے نشانہ بازی کا

بورڈ ہٹائے دیتا ہوں؛

جارج فوراً ہی کام پر جٹ گیا۔ جبکہ میں نے دیوار پر سے

بورڈ اتار لیا۔ پھر میں نے کہیں سے پستول نکالا اور پیک کرنے

لگا۔ اس کے بعد میں نے ریوالور نکالا، اسے کچھ دیر صاف

کیا اور پھر ایک جانب رکھ دیا۔

جارج بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وحشیوں جیسی

توانائی کے ساتھ۔ محنت کش لوگ عام طور پر ذہن سے

زیادہ جسم سے ہی سوچتے ہیں۔ وہی حال اس کا تھا، وہ اُن

لوگوں میں سے تھا جنہیں دیوار میں کوئی سوراخ دکھا دو،

اور بس۔ وہ اسے بند کر کے رکھ دیں گے۔ انہیں کوئی

عورت دکھا دو۔ اور وہ....

میں نے اپنے خیالات کو ادھر سے ہٹایا اور اپنے آخری

ریوالور کو تیل دینے لگا۔ یہ ایک درزی کا کولٹ تھا۔ میں نے

آج تک اسے چلایا نہ تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ مجھے اسلحہ جمع



کمرنے کا شوق ہے اور میں انھیں شادی استعمال کرتا ہوں۔  
کتنی خوشی ہوتی ہے مجھے ان کھلونوں کو ہاتھ میں لے کر۔ یہ  
خوفناک کھلونے جو ہلکے تھپکتے آدمی تو آدمی گوریلوں تک کا  
بھی اڑا کر رکھ دیتے ہیں۔

میں نے ریوالور ہاتھ میں اٹھالیا اور جارج کی سمت  
دیکھا جس کی وسیع پشت میری طرف تھی۔ وہ بڑی تیزی  
سے کام میں جُٹا ہوا تھا۔ سوراخ بھرنے کے کام میں۔  
پھر میں ریوالور بھرنے لگا۔ اس کام سے فارغ ہو کر  
میں نے پھر اس کی سمت دیکھا۔ وہ مجھ سے صرف دس فٹ  
دور تھا اور میرے ریوالور کی رینج میں پوری طرح۔ میرے  
لئے اسے مار دینا کچھ مشکل نہ تھا اور اس طرح کہ، اس  
بے وقوف کو پتا تک نہ ہوتا۔

لیکن اگر میں اسے یوں مار ڈالتا تو پھر بات ہی کیا ہوتی  
اسے قطعی پتا نہ چلتا!

اور میں۔ ساری حقیقت تو یہی ہے کہ میں ذرا منفرد  
مزاج کا آدمی ہوں، میرے سوچنے کا اپنا ایک انداز ہے۔  
میں چاہتا تھا کہ اسے معلوم بھی ہو جائے کہ اسے کس نے مارا  
اور کیوں مارا؟

یہی سوچ کر میں نے ریوالور ایک جانب رکھ دیا اور  
اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔

”میرا خیال ہے، تمہارا کام تقریباً ختم ہو چکا ہے۔  
اس نے اثبات میں سر ہلایا اور ماتھے کا پسینہ پونچھنے لگا۔

”آپ نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ یہ سیمنٹ واقعی تیزی سے  
خشک ہوتی دکھائی دے رہی ہے؟

”ہاں یہ ایسی ہی سیمنٹ ہے۔ میں نے کہا: تم کافی  
تھک گئے ہو گے۔ کیا تم بیڑی ناپسند کر دگے؟

وہ آہستہ سے مسکرایا، اور پھر میرے ساتھ ہی چلتا ہوا  
اس ریفریجریٹر کی سمت بڑھا جو گوشے میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے  
فریج میں سے ایک بوتل نکال کر اسے تھما دی۔ مجھے احساند  
نظروں سے دیکھتے ہوئے اس نے بوتل منہ سے لگالی، اور  
چند ہی لمحوں میں اسے غناغٹ پی گیا۔

”آپ کیوں نہیں پی رہے ہیں؟ مجھے دیکھتے ہوئے  
اس نے پوچھا۔

”نہیں: میں نے کہا: آتش اسلمہ کے قریب رہ کر میں  
شراب نہیں پیتا:

پھر میں نے فریج سے ایک اور بوتل نکالی۔ اور وہ  
بھی اسے تھما دی: لو اسے بھی پی لو: میں نے کہا: آخر مجھے  
آج ہی یہ فریج خالی کرنا ہے:

برف سے ٹھنڈی کی ہوئی بیڑی دو بوتلیں جارج کے  
حلق کے اندر پہنچ کر اب اپنا اثر دکھانے لگی تھیں۔ اس وحشی  
کے چہرے پر اب آسودگی کے سائے ہرآنے لگے تھے۔

میں نے کوٹ کو اٹھا کر ہاتھ میں لے لیا اور سوراخ  
کے منہ پر جا کھڑا ہوا۔ میں نے اپنے بائیں ہاتھ سے سیمنٹ کو  
چھو کر دیکھا: خوب! یہ تو اب بھی جلد خشک ہو گیا ہے:

میں نے ایک بار جارج کے چہرے کی سمت دیکھا، مجھے  
اس کی آنکھوں میں نشے کے سائے ہرآنے نظر آنے لگے تھے،  
میں نے آہستہ سے کہا۔

”یہ آواز کیسی ہے؟  
اس نے نظر اٹھا کر مجھے دیکھا: کیسی آواز؟

”شاید کوئی چوہا اندر سوراخ میں بولا تھا: میں نے کہا۔  
”خوب! مگر میں نے تو کچھ نہیں سنا: وہ بولا۔

”اُہ.... میں نے دوبارہ کان کھڑے کرتے ہوئے  
کہا: مگر میں اب بھی سُن رہا ہوں:

ب۔ م۔ م۔

<https://www.facebook.com/groups/372605677178945/>



”کمال ہے: اس نے رُک کر سنا۔ پھر بولا: مجھے اب

بھی کچھ نہیں سنائی دیا۔“

”خیر۔ میں نے کہا: اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

اندروں کچھ بھی ہے جلد ہی دم گھٹنے سے مر جائے گا: میں مسکرایا۔

”میرا خیال ہے۔ جارح! تم کچھ کم بھی سننے ہو شاید؟ جب تم

اس پریسٹ لگا رہے تھے تبھی سے میں یہ آواز سن رہا ہوں:

”کمال ہے... وہ بھنویں سکڑتے ہوئے بولا۔ پھر وہ

قریب آگیا۔ اپنے ہاتھ سے اسے پلاسٹر کو ٹھونکا اور بولا۔

”یہ تو خوب کڑک ہو گیا ہے۔“

”بالکل۔ میں نے کہا: اور یہ تمہارا آخری کام ہوگا:

پھر میں فریج کے نزدیک دوبارہ گیا اور اسیں لگی ہوئی

آخری بوتل اٹھالی۔ اسے کھولتے ہوئے میں نے کہا: آؤ

یہ جو بھی ہے اسے بھی ختم کر لیں۔ اس بار میں بھی تمہارا ساتھ

دوں گا۔“

جارح نے اپنی گھڑی کی سمت دیکھا: مسٹر لوگان،

مجھے ڈالٹن میں ایک کام ہے۔ میرا خیال ہے اب آپ مجھ کو

اجازت دیجئے۔“

بے شک، ڈالٹن میں اسے یقیناً ایک کام رہا ہوگا۔

کم از کم لوسی کو الوداع کہنے کا کام تو ضرور ہوگا۔ ویسی ہی الوداع

جیسی الوداع اس نے کل رات کہی تھی۔ دونوں کو قطعی پتہ نہ

تھا۔ میں قریب ہی موجود تھا۔ اور رات کی تصویر تو

ابھی تک میرے ذہن میں گھوم رہی تھی۔

میں نے ایک گلاس جارح کو تھماتے ہوئے دوسرا خود

اٹھایا پھر اسے منہ سے لگاتے ہوئے بولا۔

”آج دیسے بھی میری نجات کا دن ہے: جارح نے

جہد کی سے ایک گھونٹ نلگتے ہوئے میری طرف دیکھا۔

”کیا مطلب مسٹر لوگان؟ میں سمجھا نہیں۔“

چند لمحے چپ رہا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

”جارح۔ تم تو اب گھر ہی کے آدمی ہو، تم سے

کیا چھپانا۔ دراصل میرا اشارہ لوسی کی سمت تھا۔“

”میں سمجھا نہیں مسٹر لوگان؟ وہ بھونچکوں کی مانند

مجھے دیکھنے لگا۔

میں نے سنی آن سنی کر دی پھر میں نے سر کھجاتے ہوئے

پوچھا: کیا دیوار کے پیچھے سے تمہیں کوئی آواز نہیں سنائی دے

رہی ہے؟

”نہیں: وہ مزید حیرت سے بولا: کیا آپ لوسی سے

علیحدگی کے چلے ہیں؟

”یہ بات نہیں ہے: میں نے کہا: بس سب کچھ ہی

صابن

۱۰۱

کیڑے دھوئے نمبر ایک

۱۰۱

ٹرانسپیرنٹ صابن

جس نے استعمال کیا  
اس نے پسند کیا

در بار سوٹ کسٹ لمیٹڈ

این آئی ٹی ائی۔ کراچی نمبر ۱۶

MARKSMAN

https://www.facebook.com/groups/372605677178945/





ڈاکٹر کے گھر

اچانک ہو گیا ہے۔

”تو کیا مسز لوگان ڈاکٹر نہیں گئی ہیں؟“

”نہیں۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

”پھر.... پھر اس پر وحشت کا دورہ پڑا نظر آنے لگا۔

جواب میں، میں نے دیوار کی سمت کان لگا دیئے۔

”جارج۔ کیا تم واقعی کوئی آواز نہیں سن رہے ہو؟“

”کون سی آواز؟ وہ تقریباً چیختے ہوئے بولا۔

”لوسی کی آواز؟ میں نے دبی زبان سے کہا: میں نے

سوچا شاید وہ تمہیں الوداع کہہ رہی ہو؟“

اور تب اس پر سارا معاملہ روشن ہو گیا۔

”آہ۔ آہ۔ لوگان؟“

میں جواب میں مسکرایا۔

یہ ایک اس کی آنکھوں سے غم و غصہ جھانکنے لگا۔

وہ ابل سی پڑیں۔ اس کے ہاتھوں میں گلاس بری طرح

سے لرزا، اور تب میں نے اپنے ہاتھوں میں دبے ہوئے

”کولٹ“ کو تھوڑا سا ادھر اٹھایا۔ تاکہ وہ دیکھ سکے۔

”یہ ریوالتور.... ایک طرف رکھ دو۔ وہ سخت لہجے

میں بولا: لوگان تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔“

”کیوں نہیں کرنا چاہیے تھا؟ میں نے ریوالتور میں  
ادھر کرتے ہوئے کہا: تم دونوں مجھے احمق سمجھ بیٹھے تھے، تمہارا  
خیال تھا، تم طاقتور ہو اور میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تم دونوں  
مجھے اندھا سمجھنے لگے تھے.... مگر اب تو تم دونوں کو پتا  
ہو گیا ہو گا کہ تم لوگ غلطی پر تھے۔ پتا نہیں۔ بے چاری  
لوسی تمہاری آواز سن رہی ہے یا نہیں؟ پھر میں نے اپنی  
آواز قدرے بلند کرتے ہوئے پوچھا: کیوں۔ لوسی کیا تم  
سن رہی ہو؟“

جارج دیوار کی سمت کھسک کر کھڑا ہو گیا۔ منہ

بناتے ہوئے اس نے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو، تم نے

ہرگز اسے ہلاک نہیں کیا ہو گا؟“

”ٹھیک ہے۔ میں نے سر دھچے میں کہا: میں نے

اسے ہلاک نہیں کیا تھا۔ وہ اس وقت یقیناً زندہ تھی

جس وقت تم دیوار پر پلاسٹر چڑھا رہے تھے۔ اب یہ

دوسری بات ہے کہ سوراخ بند ہو جانے کے بعد اس کا دم

گھٹ گیا ہو۔ میں نے تو صرف اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر

اور منہ میں کپڑا ٹھونس کر اسے سوراخ میں ڈال دیا تھا،

باقی کام تو تم نے کیا ہے۔ اور اگر تم کسی بندر سے بھی لم

عقل ہو، تب بھی تمہاری سمجھ میں آ جانا چاہیے کہ اس کی زبردستی

مجھ پر نہیں بلکہ تم ہی پر عائد ہوتی ہے۔ میں نے نہیں بلکہ تم نے

اسے دیوار میں زندہ چننا ہے؟“

میں نے دیکھا۔ اس کے بازوؤں کی پٹھیلیاں بُری

طرح پھرنے لگی تھیں۔

”ایک قدم بھی تم آگے بڑھے تو بھیجاؤ اگر رکھ دوں گا؟“

میں نے بے رخی سے اسے دیکھا۔ وہ وہیں جم کر رہ گیا۔

میں نے سوراخ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: اب یہ پلاسٹر

خاصاً چکا ہے۔ اب تک وہ ضرور ختم ہو چکی ہوگی؟“

سب ڈنگ ڈانٹ

https://www.facebook.com/groups/372605677178945/





جواب میں جارج نے ایک لمبی سی سانس لی۔ پھر وہ دیوانوں کی مانند زینوں کی سمت دوڑا۔ میں نے اسے دھتے دیکھ کر روکنے کی کوشش نہیں کی۔ پھر وہ بھاگتا ہوا باورچنگا سے گزرتا ہوا باہر نکل گیا۔

اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ جا چکا ہے تو میں نے ریوالور کو خالی کر دیا۔ اس کی نال اچھی طرح صاف کی، اور اسے دوبارہ کیس میں بند کر دیا۔ اس کے بعد میں اطمینان سے چلتا ہوا تہہ خانے سے باہر آگیا۔ وہاں کا کام مکمل طور سے ختم ہو چکا تھا۔ اب مجھے پھر کسی کا انتظار تھا۔

چونکہ کچھ پتہ نہ تھا کہ مجھے کتنی دیر تک انتظار کرنا پڑے گا۔ لہذا میں نے باورچی خانے کے بڑے فریج سے میز کی ایک اور بوتل نکالی اور مکان کے سب سے اگلے کمرے میں جا پہنچا۔ میں نے شیلف میں سے ایڈگر ایلن پو کی کہانیوں کا مجموعہ نکالا اور کرسی پر بیٹھ کر پڑھنے لگا۔

میں نے یہ کتاب خواہ مخواہ ہی نہیں نکالی تھی۔ میں دراصل اپنی اور پو کی قوتِ متحیدہ کا موازنہ کرنا چاہتا تھا۔ بلاشبہ پو کے ذہن میں بڑی اچھی تھی... لیکن... ہاں

”تم واقعی ایک قصائی ہو؟ وہ بھٹنا کر بڑبڑایا: جیہی زندہ تم سے متفرق تھی: مگر تم کچ نہیں سکو گے۔“

”اور وہ کیوں؟“ میں نے بھنوس چڑھا کر اسے دیکھا۔

”میں پولیس کو مطلع کر دوں گا: اس نے کہا۔“

”خوب!“ میں آہستہ سے مسکرایا: مگر تم اطلاع نہیں

دو گے۔ جارج تم یہ مت بھولو کہ سوراخ پر پلاسٹر تم نے کیا ہے،

اگر تم پولیس کو بتاؤ گے تو میرے پاس بھی ایک کہانی تیار

ہوگی۔ کسی کا انشورنس خاصا بڑا ہے۔ میں کہہ دوں گا

کہ تم نے آدمی جیسے پر رضامندی کے بعد یہ کام بخوشی کیا

تھا، میں انھیں بتاؤں گا کہ پلاسٹر کرتے وقت تم کو اچھی طرح

بتا تھا کہ لو کی زندہ ہے اور اندر موجود ہے۔ کیا سمجھے؟

اس نے جست لگانے والے انداز میں پینتر ابدلا۔

لیکن ریوالور کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

”مجھے واقعی افسوس ہے جارج! رات ہی اگر تمہارے

کہنے کے مطابق لو کی تمہارے ساتھ بھاگ جاتی تو اس کا یہ

انجام نہ ہوتا۔ پھر تم مزے سے اپنے پروگرام کے مطابق

مون مانا پہنچ کر ریخبرز میں بھرتی ہو جاتے اور عیش کرتے۔

مگر کسی کو تو روپیہ بھی درکار تھا نا؟ ویسے بھی اسے تمہارے

جیسے آدمی پسند تھے۔ اور میں اس کے نزدیک ایک کتابی

کیرا تھا۔ محض ایک کتابی انسان۔“

”اس کا مطلب ہے۔ رات تم گھر ہی میں موجود تھے؟“

”بے شک۔ میں کھڑکی کے راستے چپکے سے اندر آگیا۔“

تھا۔ میں نے تم دونوں کی ایک بات سنی تھی میرا خیال

ہے جارج۔ تم اسے الوداع کہہ ہی دو تو اچھا ہے، ہو سکتا

ہے ابھی تک اس کا دم نہ نکلا ہو۔ اور وہ تمہاری بات

سن رہی ہے۔ دیکھو وہ تمہیں بار بار پکار رہی ہے۔

بار بار تم کی درخواست کر رہی ہے؟

https://www.facebook.com/groups/372605677178945/



مجھے یقین ہے کہ میں نے جو کچھ جارج سے کہا تھا اس میں بھی  
اُچھ ہی اُچھ تھی۔ غضب کی اُچھ۔ اور سب سے بڑی چیز  
تو یہ تھی کہ اس سے میرا ایک مقصد بھی پورا ہوتا تھا۔

یہ کوئی شام پانچ بجے کی بات ہے۔ روشنی آہستہ آہستہ  
دھندل ہو چکی تھی۔ جب میں نے دروازے پر دستک کی آواز سنی  
میں نے اُٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

”ہیلو۔“ لوسی۔ میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔  
”اندر آ جاؤ! پھر میں پیچھے ہٹ گیا، اور جب وہ اندر آ گئی تو  
میں نے اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔  
”ہو گیا تمہارا کام؟“

”ہاں۔“ وہ سامنے بیٹھتے ہوئے بولی۔ میں نے محسوس  
کیا جیسے اس کے ماتھے پر کسی سوچ کے باعث شکنیں پڑی  
ہوئی ہوں۔

”کیا بات ہے؟ تم کچھ متفکر نظر آرہی ہو؟“  
”کچھ نہیں۔“ واپسی میں میرے ساتھ ایک عجیب  
واقعہ پیش آیا ہے:

”کیا۔ کون سا واقعہ؟“  
”میں ابھی بیڈلی پولیس سے مرکر کاؤنٹی ٹرنک دالے  
راستے پر چلی ہی تھی کہ ایک پولیس دالے کی موٹر سائیکل تیزی  
سے میرے نزدیک پہنچی اور اس نے اشارے سے گاڑی روکنے  
کے لئے کہا۔“

”تم شاید بہت تیز ڈرائیو کر رہی ہو گی؟“  
”نہیں۔“ ہرگز نہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تیز کبھی  
نہیں چلاؤں۔ البتہ اس نے مجھ سے میرا ڈرائیو ٹنگ لائسنس  
طلب کیا، اور پھر اس نے ایک عجیب مضحکہ خیز بات کی۔  
اس نے مجھے کار سے اتار کر اپنی موٹر سائیکل تک چلنے کیلئے  
کہا تھا، اور پھر اس نے موٹر سائیکل پر موجود، ایک

”اسکو نیک باکس“ پر مجھے بولنے کے لئے بھی مجبور کیا؟  
”اور وہ کیوں؟“

”اس نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ اس نے مجھ سے صرف  
اتنا کہا۔ انسپکٹر پنچارج آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ آپ کو  
صرف اپنا نام بتانا پڑے گا۔ اس پر انسپکٹر نے مجھے تکلیف  
دینے پر معافی چاہی اور کہا۔ آپ کے بل جانے کی وجہ سے  
میں آج خواہ مخواہ کی بجائے دوڑ سے محفوظ رہا۔“ اور  
جب میں نے معاملے کے بارے میں کانٹبل سے دریافت کیا تھا  
تو اس نے شانے اُچکاتے ہوئے کہا تھا: کوئی خاص بات  
نہیں ہے۔ کچھ تھوڑی سی غلط فہمی ہو گئی تھی جو اب بالکل  
صاف ہو چکی ہے۔ آخر کیا بات ہو سکتی ہے؟ کچھ اندازہ ہے  
تمہیں۔“

”کچھ کچھ۔“ میں ہونے سے مسکرایا۔ لیکن میرا خیال  
ہے اس معاملے پر بعد میں باتیں ہوں گی۔ میں نہیں چاہتا  
کہ اس رات جبکہ ہم جانے ہی والے ہیں تمہیں خواہ مخواہ  
مزید الجھن میں ڈالوں:

”نہیں۔“ مجھے کوئی الجھن نہیں ہو گی۔ مجھے  
بتاؤ کیا معاملہ ہے؟

”اچھی بات ہے۔“ میں نے کہا۔ دراصل یہاں مجھے  
بھی ایک چکر سے پھنسا پڑا تھا۔ تمہیں پتا ہے، جارج پارکر  
آج صبح آنے والا تھا تاکہ ہتہ خانے کے سوراخ پر کام کر سکے:  
... میں نے رک کر لوسی کے چہرے کو دیکھا۔ جس پر اضطراب  
بھلک رہا تھا۔ میرا جی چاہا کہ اس لمحے کو اور طول دیدوں۔  
مجھے اس کے احساسات سے کھیلنے میں لطف آرہا تھا۔

”پھر؟“ اس نے بے چینی سے پوچھا۔ پھر...  
”وہ دراصل میرے سے آیا ہی نہیں۔“  
لوسی نے اطمینان کی لمبی سانس لی۔



نتیجہ یہ کام مجھ کو خود ہی کرنا پڑا۔

ادہ — پھر تو تم خاصے تھک گئے ہو گے۔

”نہیں تم غلط سمجھیں، اصل بات تو ابھی میں نے

نہیں سنائی ہی نہیں؟

کیا مطلب؟ چونکہ کراس نے مجھے گھورا۔ ایک بار پھر میں خاصی دیر تک چپ رہا، محض اسے مزید بے چین کرنے کے لئے۔

کچھ وقفے کے بعد میں نے کہا: کوئی چارجے کے قریب یہاں بھی انسپکٹر انچارج کا ایک نمائندہ وارد ہوا تھا۔ اس نے آتے ہی تمہاری بابت دریافت کیا تھا۔ میں نے اسے تمہارے بارے میں بتا دیا تھا، اور میرا خیال ہے شاید اسی لئے تمہاری تلاش اس علاقے میں کی گئی ہوگی؟

”لیکن — آخر کیوں؟

”یہ ایک عجیب بات ہے۔ میں نے کہا: شاید جارج پارکر پر نروس بریک ڈاؤن کا دورہ پڑ گیا ہے۔“

”جارج کو .... نروس بریک ڈاؤن؟

”ہاں — دیے یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے۔

اتنے گراؤں میں اور عقل سے کورے شخص کو نروس بریک ڈاؤن کا دورہ پڑنا کچھ عجیب سا لگتا ہے۔

میں نے دیکھا لوکی پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھے جا رہی تھی جیسے وہ مزید معلومات کے لئے بے چین ہو۔

”اور اس کی اطلاع مجھے اس پولیس والے سے

ملی تھی جو تمہیں پوچھتا ہوا یہاں آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا

کہ جارج آج تمہانے پہنچا تھا اور اس نے انسپکٹر انچارج

سے ایک عجیب و غریب واقعے کی رپورٹ کی تھی۔ ان لوگوں

نے پہلے ہی سمجھا کہ شاید اس پر ہٹیریا کا دورہ پڑ گیا ہے۔

یہ بھڑبھڑاتے ہوئے ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی رپورٹ

میں میرے اوپر الزام لگایا تھا کہ میں نے تمہیں قتل کر کے تمہارے جسم کو دیوار میں چپن دیا ہے۔ تمہے خانے کی دیوار میں:

”تم مذاق تو نہیں کر رہے ہو؟

”بالکل نہیں۔ جارج نے یہی رپورٹ درج

کرائی تھی۔ انچارج نے اس لئے اپنا نمائندہ بغرض تفتیش

ردانہ کیا تھا۔ اور پھر میں نے انہیں تمہارے بارے میں جب

بتایا تو انہوں نے تمہیں تلاش بھی کر لیا۔ اور یہ اچھا ہی ہوا،

ورنہ ایک نئی مصیبت میرے گلے پڑ جاتی؟

”اور .... اور۔ جارج .... وہ کیسا ہے؟

میں نے غور سے لوکی کے دھواں دھواں چہرے

کی طرف دیکھا۔ ”جارج، جارج، جارج۔ میں دل

بھی دل میں کھولنے لگا۔ ”اچھی بات ہے ... میں نے

جلدی سے اپنے اندر کے تاثرات کو فرو کر دیا۔ سر اٹھاتے

ہوئے میں نے کہا: ”کامیاب کا کہنا تھا کہ وہ دیوانوں کے

مانند خلاؤں میں گھورے جا رہا تھا۔ پولیس نے اسے طبی

معائنے کے لئے روک لیا ہے۔ خیال ہے کہ اسے یا تو رپورٹ

کی وجہ سمجھانی ہوں گی یا پھر اسے پاگل خانے منتقل

کر دیا جائے گا۔

”اور — اس نے رپورٹ کی کوئی وجہ نہیں بتائی

آخر اسے یہ خیال کیونکر آیا کہ تم نے مجھے ہلاک کر کے تہہ خانے

میں دفن کر دیا ہے؟

”میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ میں نے دیکھے ہیں کہ

”یہ تو وہی الحق بتا سکتا ہے۔

میں چپ ہو گیا، میں نے دیکھا کہ لوکی کا سارا چہرہ

سیاہ سیاہ سا ہو رہا تھا۔

”تم فکر نہ کرو۔ میں نے تمہارا دل بہلانے کا انتظام

۱۲۱



اور میں یہ ساری باتیں اچھی طرح لوسی پر واضح کر دیتا چاہتا ہوں اور اسی لئے میں بیٹھا ہوا یہ سطور لکھ رہا ہوں۔

ابھی وہ جاگ کر اسے اوپر سے نیچے تک پڑھ لیگی۔

”کیوں لوسی پڑھ لیا تم نے؟ اب تو ساری بات تم پر واضح ہی ہو چکی ہوگی۔ کیوں؟ اور شاید تم یہ بھی سمجھ گئی ہوگی کہ میرا دوسرا قدم کیا ہوگا؟“

”بالکل ٹھیک۔ واقعی تم نے صحیح سوچا۔ میں

اب تمہارے ہاتھ پر باندھنے والا ہوں، میں تمہارے منہ میں کپڑا بھی اچھی طرح بھر دوں گا۔ اور پھر...

اب کی میں سچ سچ تمہیں تہہ خانے کے سوراخ میں ٹھونس دوں گا۔ اور پھر میں یہ سوراخ دوبارہ بند کر دوں گا۔

بالکل اسی طرح جیسا کہ وہ اس وقت ہے۔

لوسی۔ ذرا سوچو کیسی شاندار موت تمہارا

استقبال کرنے والی ہے، سیاہ اور ہیبت ناک موت۔

اور پھر.... تمہارا جسم اس سوراخ میں ستر گل کر برابر ہو جائے گا۔

میں صبح ہی صبح تمہارا رخصت ہو جاؤں گا۔ جبکہ تم

ہمیشہ کے لئے یہیں رہ جاؤ گی۔ آخر تمہاری یہی تو خواہش تھی

۔ اور مجھ پر کوئی انگلی بھی نہیں رکھ سکے گا۔ کیونکہ...

کیونکہ میری منصوبہ بندی میں ذرا سا بھی جھول نہیں ہے

میں ہر طرح جارج پر فوقیت رکھتا ہوں۔ میں اس بندر

سے کہیں زیادہ عظیم قوتوں کا مالک ہوں۔ وہ تو محض ایک جانور

ہے، صرف ایک جانور۔ اور جانور اور انسان کا فرق کتنا

تو کوئی ایسی مشکل بات نہیں۔

یہ سارا کھیل تو دراصل سوچ کو صحیح طرح استعمال

کرنے کا ہے۔

ب بگ ڈبٹ

کر لیا ہے؟ میں نے اسے تسلی دی۔ میرے بچے کا زہر خند ابھی تک اسے محسوس نہیں ہوا تھا۔

میں نے واقعی اس کا دل بہلانے کا بندوبست کر لیا

ہے، میں نے اس سے جھوٹ نہیں بولا تھا۔

اس وقت وہ بستر پر سوئی پڑی ہے۔ اور میں یہ سطور

اس کے لئے لکھ رہا ہوں۔ میں نے دراصل اسے خواب اور

روا کی ایک گولی چائے میں پلا دی ہے۔ ابھی آدھ گھنٹے میں

وہ دوبارہ جاگ جائے گی، کیونکہ گولی کا اثر ختم ہو چکا ہوگا۔

اور جب وہ پوری طرح جاگ چکی ہوگی میں اسے اپنی تحریر

پڑھنے کے لئے دے دوں گا۔ تاکہ وہ خود بھی سمجھ سکے۔

اسے معلوم ہو سکے کہ میں زیادہ چالاک ہوں یا وہ کیسے بندر

نما گور۔۔۔ جارج۔

میں چاہتا ہوں کہ اسے پتہ لگ سکے کہ میں کتنی اچ

بھری سوچ کا مالک ہوں۔ دونوں پر الزام تراشی کر کے بھلا

مجھے کیا بتا۔ جارج کو مار ڈالنا بھی ایک بہت بڑی حماقت

کی بات تھی۔ کیونکہ اس طرح لاش کو ٹھکانے لگانا مشکل

ہو جاتا۔ میں نے تو ایک زالی ہی ترکیب سوچی تھی۔ اور

شاید انتہائی کامیاب ترین ترکیب! ایک تیر سے میں نے

روشکار مارے ہیں۔ جارج کو میں نے پاگل خانے پہنچوایا

ہے.... اب صرف لوسی کا مسئلہ رہ گیا ہے۔ اور اس

بد معاش عورت کے لئے بھی میں نے بندوبست کر لیا ہے۔

جارج، وہ کیسے تو اسے مردہ تصور کر کے اپنی قسمت کو رد رہا

ہوگا، جب کہ انسپکٹر انچارج اور اس کے آدمی اچھی طرح

جانتے ہیں کہ لوسی زندہ ہے! اور وہ اسے دیکھ بھی چکے

ہیں، انھیں یہ بھی معلوم ہے کہ تہہ خانے کی دیوار کے پیچھے

کچھ بھی نہیں ہے۔ اس سوراخ کو اب کوئی بھی کھولنے کی

زحمت کو ادا نہیں کرے گا۔

۱۲۲